آسان عروض اور شاعری کی بنیادی باتیں

سبق۔۵

سرور عالم راز سرورؔ

۵۔۱: ابتدائیہ

مضامین کا یہ سلسلہ جاری ہے لیکن اس باب میں احباب کی مستقل خاموشی بہت ہمت شکن اور صبر آزما ہے۔ جب تک قارئین اِن پر اپنے خیالات اور تجاویز کا اظہار نہیں کریں گے مضامین کو بہتر بنانے کی راہ مسدود ہی رہے گی۔ کم سے کم یہ تو ہر شخص ہی بتا سکتا ہے کہ یہ مضامین سودمند ہیں بھی کہ نہیں۔ بہر کیف میں اپنی طرف سے پوری کوشش جاری رکھوں گا کہ یہ مضامین اپنی منزل کو پہنچ جائیں۔ انشااللہ!

اس سلسلہ کے سبق۔۳ میں جو سات (۷) سوالات کئے گئے تھے اُن میں سے درجِ ذیل تین سوالوں کا جواب سبق۔۴ میں تفصیل سے دیا جا چکا ہے:

(۱) علم عروض کسے کہتے ہیں؟ شاعری میں اس کی کیا ضرورت اور اہمیت ہے؟

(۲) کیا شاعری کرنے کے لئے علم عروض جاننا مطلق ضروری ہے؟ یعنی کیا عروض کا علم حاصل کئے بغیر شاعری نہیں کی جا سکتی ہے؟

(۳) وزن کس کو کہتے ہیں؟ یہ کیسے قائم ہوتا ہے اور کسی لفظ یا مصرع کا وزن کیسے پرکھا جاتا ہے؟

زیرِ نظر سبق۔۵ میں باقی کے سوالوں کے جواب دئے جائیں گے۔ اس کے بعد تقطیع پر مفصل گفتگو ہو گی اور مثالوں سے شاعری کی مختلف ضروری باتیں واضح کی جائیں گی۔

۵۔۲: سبق۔۴ کے باقی سوالات اور اُن کے جوابات

(۵۔۲۔۱) سوال۔۴ : بحر کس چیز کا نام ہے؟ شاعری میں اس کا کیا مقام ہے؟ بحر کن اجزاء سے مل کے بنتی ہے یعنی اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟

ؔ شاعری میں افاعیل پر مبنی بہت سے نمونے، نقشے یا ترکیبیں بنا دی گئی ہیں اور ان کو مخصوص نام بھی دے

دیے گئے ہیں۔انھیں بحر کہا جاتا ہے۔جو فقرہ، مصرع یا شعر ان افاعیل کے کسی نمونہ یا نقشہ یا ترکیب پر پورا اُترتا ہے، اُس کو اسی نقشہ سے منسوب بحر میں شمار کیا جاتا ہے۔یہ بات آئندہ آنے والی مثالوں سے مزید واضح ہو جائے گی۔ بحروں سے متعلق آئندہ کی گفتگو میں آپ دیکھیں گے کہ اُردو میں مستعمل تمام بحروں کے افاعیلی نمونوں یا نقشوں کے درمیان کچھ باتیں مشترک ہیں:

(۱) سب بحریں افاعیل کی اپنی اپنی الگ ترتیب رکھتی ہیں۔بحریں اسی ترتیب سے پہچانی بھی جاتی ہیں۔شاعر اپنی مرضی سے کسی بحر میں کوئی افاعیلی تبدیلی نہیں کرسکتا ہے۔اگر ایسا کرے گا تو اس کا کلام بحر سے خارج ہو جائے گا۔ افاعیلی نقشوں کے چند مسلمہ اور ٹکسالی اصول ہیں۔شاعری میں ان کی پابندی لازمی ہے۔آپ چاہیں تو کوئی نئی بحر اب بھی ایجاد کر سکتے ہیں اور مستعمل اور مروجہ بحروں میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار بھی سب کو ہے لیکن یہ ترمیم و تنسیخ انھیں اصولوں کے دائرہ میں ہو سکتی ہے جن کے تحت یہ بحریں مرتب کی گئی ہیں۔

(۲) افاعیل کا ہر نقشہ یعنی ہر بحر اپنے اندر موسیقیت اور غنائیت رکھتا ہے جو اس کی ادائیگی اور استعمال میں دلپذیری اور خوبصورتی کا باعث بھی ہے۔اسے آپ:روانی:کے نام سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔گویا بحر میں ایک لفظ سے دوسرے لفظ پر انتقال سہولت اور روانی سے ہو جاتا ہے اور کسی مرحلہ پر زبان اٹکتی یا ہچکچاتی نہیں ہے۔ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ روانی کی:ظاہری:کمی شاذ و نادر ایک عروضی زحاف (یعنی افاعیل کی تبدیل شدہ شکل:اس پر بحث آئندہ صفحات میں کی جائے گی) میں نظر آتی ہے جس کو:تسکینِ اوسط:کہتے ہیں۔لیکن روانی کی یہ کمی بھی دراصل کمی نہیں ہے،اسی لئے اس کے ذکر میں:ظاہری: لکھا گیا ہے۔ایسے اشعار بھی جو تسکین اوسط کے تحت ہوں:باطنی: طور پر رواں دواں اور تمام عروضی اصولوں کے پابند ہوتے ہیں۔تسکین اوسط پر گفتگو آئندہ اسباق میں مناسب مقام پر کی جائے گی۔

شاعری اور بحروں کا:چولی دامن کا ساتھ ہے:۔ یعنی بغیر بحر کے شاعری کا تصور ہی نہیں ہے۔جو لوگ :آزاد شاعری:کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بے وَزن ہوتی ہے،وہ غلط سمجھتے ہیں۔آزاد شاعری بھی موزون ہوتی ہے۔فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس کا ہر مصرع ایک ہی بحر میں نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے مختلف مصرعے یا تشکیلی ٹکڑے ایک مخصوص وزن کے پابند تو ضرور ہوتے ہیں لیکن مروجہ بحروں کے کسی نقشہ پر ہر ٹکڑہ نہیں اُتارا

جاسکتا ہے۔جس چیز کو آج کل نثری شاعری کہا جاتا ہے وہ درحقیقت شاعری ہے ہی نہیں۔اچھی اور خوبصورت نثر لکھ کر اگر اُس کے چھوٹے بڑے ٹکڑے کر دیے جائیں تو ان ٹکڑوں کو: تلے اوپر: رکھ کر لکھ دینے سے یہ نثر شاعری نہیں بن جاتی ہے بلکہ نثر ہی رہتی ہے!

اوپر لکھا گیا ہے کہ ہر بحر کی تشکیل اس کے مخصوص افاعیل کی ایک مخصوص ترتیب سے ہوتی ہے جس کو شناخت اور سہولت کے لئے ایک نام بھی دے دیا جاتا ہے۔نیز یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جو فقرہ یا مصرع اس ترتیب پر پورا اُترے گا اُس کو متعلقہ بحر سے منسوب سمجھا جائے گا۔افاعیل کی اس مخصوص ترتیب کو :تفعیل: کی اصطلاح سے معنون کیا گیا ہے۔مثلاً بحرِ مُتَقارب کی تفعیل یہ ہے:

فعولُن ، فعولُن ، فعولُن ، فعولُن (یعنی فعولُن چار بار)

جو مصرع اس وزن پر پورا اُترے گا وہ بحرِ متقارب میں شمار کیا جائے گا۔ یہی افاعیل اِس بحر کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ ہر بحر کا یہی معاملہ ہے۔آگے ان کی تفصیل آ رہی ہے۔

(۵۔۲۔۲) سوال۔۵ : اُردو شاعری میں کتنی بحریں استعمال ہوتی ہیں؟ان کے نام اور اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟

اس سوال کا جواب نسبتاً آسان ہے لیکن اگر یہاں کچھ ضروری باتیں نہ لکھی جائیں تو قاری آسانی سے ذہنی اُلجھن میں گرفتار ہو سکتا ہے۔چنانچہ اس سوال کے جواب سے پہلے چند بنیادی باتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ مزید تفصیل حسبِ ضرورت فراہم کر دی جائے گی۔ ان باتوں کا مختصر ذکر پچھلے اسباق میں کیا جا چکا ہے لیکن وہاں تفصیل نہیں دی گئی تھی۔ اُردو شاعری میں مستعمل عروضی افاعیل پر گفتگو سبق۔۳ میں کی جا چکی ہے۔پھر بھی قارئین کی سہولت کے لئے یہ آٹھ افاعیل یہاں دوبارہ لکھے جا رہے ہیں:۔

(۱) مَفاعِیلُن : مَ ؛ فا ؛ عی ؛ لُن (م،ف،الف،ع،ی،ل،ن: ۷ حروف)

(۲) فاعِلاتُن : فا ؛ عِ؛ لا ؛ تُن (ف،الف،ع،ل،الف،ت،ن:۷حروف)

(۳) مُستَفعِلُن : مُس؛ تف ؛ عِ؛ لُن (م،س،ت،ف،ع،ل،ن:۷حروف)

(۴) مَفعولاتُ : مَف ؛ عو ؛ لا ؛ ت (م،ف،ع،و،ل،الف،ت:۷ حروف)

(۵) مُتَفَاعِلُن : مُ؛ تَ؛ فَا؛ عِ؛ لُن (م،ت،ف،الف،ع،ل،ن:۷حروف)

(۶) مَفَاعِلَتُن : مَ؛ فَا؛ عِ؛ لَ؛ تُن (م،ف،الف،ع،ل،ت،ن:۷حروف)

(۷) فَعُولُن : فَ؛ عُو؛ لُن (ف،ع،و،ل،ن: ۵ حروف)

(۸) فَاعِلُن : فَا؛ عِ ؛ لُن (ف،الف،ع،ل،ن: ۵ حروف)

یہ افاعیل سالم کہلاتے ہیں اور عروض میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ بہت سی بحروں میں یہ اپنی سالم شکل ہی میں استعمال ہوتے ہیں اور ایسی بحریں بھی :سالم: کہلاتی ہیں۔ اُردو میں کچھ ایسی بحریں ہیں جن میں افاعیل اپنی سالم شکل میں کبھی استعمال نہیں ہوتے ہیں۔ ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ بہت سی بحروں میں ان افاعیل کے علاوہ کچھ اور غیر مانوس سے افاعیل بھی استعمال ہوتے ہیں۔ یہ :نئے: افاعیل دراصل انھیں بنیادی سالم افاعیل کی کچھ بدلی ہوئی شکلیں ہوتی ہیں۔ ان بدلی ہوئی شکلوں کو مذکورہ سالم افاعیل کے :زِحاف: کہا جاتا ہے۔ زحاف کے لغوی معنی :شعر میں ایک حرف کا دو حروف کے درمیان سے گر جانا: ہیں۔ گویا زحاف سالم افاعیل میں کچھ حروف گرا کر (یعنی ساقط کر کے) بنائے جاتے ہیں۔ افاعیل کی اس بدلی ہوئی شکل کو اس کی **مُزاحِف** شکل بھی کہتے ہیں اور جس بحر میں کوئی زحاف استعمال ہوتا ہے اُس کو متعلقہ بحر کی مزاحف شکل کہتے ہیں۔ افاعیل کے زِحافات (:زحاف: کی جمع) بنانے کے اصول خاصے پیچیدہ ہیں۔ ان کا مختصر بیان آگے آئے گا۔ ان کی تفصیل اور تمام نزاکتوں اور باریکیوں کو یہاں نظر انداز کر دیا جائے گا کیونکہ ان کا علم ہمارے محدود مقاصد کے لئے ضروری نہیں ہے۔

(الف) اُردو میں مستعمل بحریں

اُردو میں مستعمل بحروں کی کل تعداد صرف اُنیس (۱۹) ہے۔ اِن میں سے کچھ بحریں ایسی ہیں جو اپنی سالم شکل میں استعمال ہوتی ہیں (یعنی ان میں تمام افاعیل اپنی سالم شکلوں میں ہی استعمال ہوتے ہیں) اور کچھ ایسی ہیں جو اپنی سالم شکل میں کبھی بھی استعمال نہیں کی گئی ہیں (البتہ کوئی کرنا چاہے تو اس میں کوئی رُکاوٹ بھی نہیں

ہے!) بلکہ ہمیشہ ان کی مزاحف (یعنی تبدیل شدہ افاعیل سے بنی ہوئی) شکلیں ہی استعمال کی گئی ہیں۔ نیچے ان بحروں کے نام اور ان کے تشکیلی افاعیل لکھے جا رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ کون سی بحر اُردو میں صرف اپنی مزاحف شکل میں برتی گئی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جو بحریں اپنی سالم شکل میں استعمال کی جاتی ہیں ان کی مزاحف شکلیں بھی استعمال ہوتی ہیں۔

(۱) بحرِ رَجَز: مُستَفعِلُن ؛ مُستَفعِلُن ؛ مُستَفعِلُن ؛ مُستَفعِلُن (یعنی مُستَفعِلُن چار مرتبہ)

(۲) بحرِ رَمَل: فَاعِلَاتُن ؛ فَاعِلَاتُن ؛ فَاعِلَاتُن ؛ فَاعِلَاتُن (یعنی فَاعِلَاتُن چار مرتبہ)

(۳) بحرِ کامِل: مُتَفَاعِلُن ؛ مُتَفَاعِلُن ؛ مُتَفَاعِلُن ؛ مُتَفَاعِلُن (یعنی مُتَفَاعِلُن چار مرتبہ)

(۴) بحرِ مُتَقارِب: فَعُولُن ؛ فَعُولُن ؛ فَعُولُن ؛ فَعُولُن (یعنی فَعُولُن چار مرتبہ)

(۵) بحرِ وَافِر: مَفَاعِلَتُن ؛ مَفَاعِلَتُن ؛ مَفَاعِلَتُن ؛ مَفَاعِلَتُن (یعنی مَفَاعِلَتُن چار مرتبہ)

(۶) بحرِ ہَزَج: مَفَاعِیلُن ؛ مَفَاعِیلُن ؛ مَفَاعِیلُن ؛ مَفَاعِیلُن (یعنی مَفَاعِیلُن چار مرتبہ)

(۷) بحرِ مُتَدارِک: فَاعِلُن ؛ فَاعِلُن ؛ فَاعِلُن ؛ فَاعِلُن (یعنی فَاعِلُن چار مرتبہ)

(۸) بحرِ مَدِید: فَاعِلَاتُن فَاعِلُن ؛ فَاعِلَاتُن فَاعِلُن (یعنی فَاعِلَاتُن فَاعِلُن دو مرتبہ)

(۹) بحرِ طویل: فَعُولُن مَفَاعِیلُن ؛ فَعُولُن مَفَاعِیلُن (یعنی فَعُولُن مَفَاعِیلُن دو مرتبہ)

(۱۰) بحرِ بَسِیط: مُستَفعِلُن فَاعِلُن ؛ مُستَفعِلُن فَاعِلُن (یعنی مُستَفعِلُن فَاعِلُن دو مرتبہ)

(۱۱) بحرِ جَدِید: فَاعِلَاتُن ؛ فَاعِلَاتُن ؛ مُستَفعِلُن (یہ بحر صرف اپنی مزاحف شکل میں مستعمل ہے)

(۱۲) بحرِ خَفِیف: فَاعِلَاتُن ؛ فَاعِلَاتُن ؛ مُستَفعِلُن (یہ بحر صرف اپنی مزاحف شکل میں مستعمل ہے)

(۱۳) بحرِ سَریع : مُستفعِلُن ؛ مُستَفعِلُن ؛ فاعِلات (یہ بحر صرف اپنی مزاحف شکل میں مستعمل ہے)

(۱۴) بحرِ قَریب : مَفاعِیلُن ؛مَفاعِیلُن ؛ فاعِلاتُن (یہ بحر صرف اپنی مزاحف شکل میں مستعمل ہے)

(۱۵) بحرِ مُجتَث : مُستَفعِلُن فاعِلاتُن ؛ مُستَفعِلُن فاعِلاتُن (یہ بحر صرف اپنی مزاحف شکل میں مستعمل ہے)

(۱۶) بحرِ مُضارِع: مَفاعِیلُن فاعِلاتُن ؛ مَفاعِیلُن فاعِلاتُن (یہ بحر صرف اپنی مزاحف شکل میں مستعمل ہے)

(۱۷) بحرِ مُقتَضَب: مَفعُولات مُستَفعِلُن ؛ مَفعُولات مُستَفعِلُن (یہ بحر صرف اپنی مزاحف شکل میں مستعمل ہے)

(۱۸) بحرِ مُنسَرِح : مُستَفعِلُن مَفعُولات؛ مُستَفعِلُن مَفعُولات (یہ بحر صرف اپنی مزاحف شکل میں مستعمل ہے)

(۱۹) بحرِ وَافِر: مَفاعِلَتُن ؛ مَفاعِلَتُن ؛ مَفاعِلَتُن ؛ مَفاعِلَتُن (یہ بحر صرف اپنی مزاحف شکل میں مستعمل ہے)۔

حاشیہ : جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے بحر کے وَزن کو افاعیل کی مدد سے ظاہر کرنے کو اُس کی **تفعیل** کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

(۱) بحرِ متقارب کی تفعیل یہ ہے: فَعُولُن ؛ فَعُولُن ؛ فَعُولُن ؛ فَعُولُن

(۲) بحرِ کامل کی تفعیل یہ ہے: مُتَفاعِلُن ؛ مُتَفاعِلُن ؛ مُتَفاعِلُن ؛ مُتَفاعِلُن

(۳) بحرِ رمل کی تفعیل یہ ہے : فَاعِلاتُن ؛ فَاعِلاتُن ؛ فَاعِلاتُن ؛ فَاعِلاتُن

علیٰ ہٰذا القیاس۔

(ب) زِحاف اوراس کے چند اصول

اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ اُردو میں مستعمل بحروں کی تعداد مبلغ اُنّیس (۱۹) ہے۔ان میں دس (۱۰) بحریں تو ایسی ہیں جو اپنی سالم شکلوں میں استعمال ہوتی ہیں لیکن نو (۹) ایسی بھی ہیں جو اپنی سالم شکلوں میں کبھی استعمال نہیں کی گئی ہیں (اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کوئی کرنا چاہے تو ایسا نہیں کرسکتا ہے!)۔اُنیس کی تعداد کوئی بہت بڑی تعداد نہیں ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اُردو میں بحریں اس تعداد سے کہیں زیادہ ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ سب بحروں کی ایسی شکلیں بھی مستعمل ہیں جن کی تشکیل میں ان کے سالم ارکان کی بدلی ہوئی شکلوں کو برتا گیا ہے۔ وہ عمل جس سے سالم ارکان بدلے جاتے ہیں :زِحاف: کہلاتا ہے اوراس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی شکل اپنی اصل کی :مُزاحِف: شکل کہلاتی ہے۔ یہاں :زحاف: پر مختصر گفتگو کی جائے گی ،مختصر اس لئے کہ نہ صرف یہ ایک نہایت مشکل عمل ہے بلکہ یہ پیچیدہ بھی ہے۔نیز ہمارے محدود مقاصد کے لئے زحاف کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔البتہ یہ ضروری ہے کہ ہم سالم ارکان کے زحافات (:زحاف: کی جمع) سے یا تو واقف ہوں یا اُن تک ہماری دسترس ہو تا کہ اُنھیں صحیح طریقہ پر استعمال کیا جاسکے۔زیرِ نظر گفتگو کے آخر میں اسی مقصد کے تحت اتمامِ بحث وحجت کے لئے تمام سالم ارکان کے زحافات (انھیں :فروعات: بھی کہتے ہیں) کی ایک فہرست منسلک کردی جائے گی۔

کسی سالم رکن کے زحافات بنانے کے مختلف طریقے ہیں۔چند مثالیں نیچے دی جاتی ہیں۔مزید تفصیل کے لئے علم عروض کی مستند کتابوں کو دیکھا جاسکتا ہے۔زحاف کے بہت سے طریقے ہیں جنھیں شناخت کے لئے مختلف نام دئے گئے ہیں مثلاً خَبن ،قَصر، تشعیث ،قَبض، قَطع وغیرہ۔کون سا عمل کیسے افاعیل کے کن حروف پر کیا کام کرتا ہے اس کی تفصیل اورکارکردگی کے اصول وضوابط یہاں نہیں دئے جائیں گے۔اوّل تو یہ نہایت پیچیدہ اور الجھے ہوئے ہیں اوردوم ہمارے مقاصد کے لئے مطلق غیرضروری بھی ہیں۔ہمارے لئے مختلف افاعیل کے زحافات سے واقفیت ہی کافی ہے۔

(ت) زحاف بنانے کی چند مثالیں: ان مثالوں کو سمجھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ جیسے جیسے پڑھتے جائیں

ویسے ویسے کاغذ پر لکھتے بھی جائیں۔اس طرح ہر بات پوری طرح واضح ہو جائے گی۔

(ا) خَبن: زحاف بنانے کا یہ عمل کچھ مخصوص افاعیل کے دوسرے حرف کو نکال دینے کا نام ہے۔اِس عمل سے اس افاعیل کی جو مزاحف (بدلی ہوئی) شکل پیدا ہوتی ہے اس کو اصل افاعیل کا:مخبون: زحاف کہتے ہیں۔بوجوہ خَبن کا عمل صرف فاعِلاتُن ، فاعِلُن ، مُستَفعِلُن اور مَفعو لاتُ پر ہی کارآمد ہے۔ان افاعیل پر خَبن کے نتائج نیچے لکھے جا رہے ہیں۔

(ا) فاعِلاتُن کا دوسرا حرف:الف:ساقط کردیں (یعنی نکال دیں) تو:فعِلاتُن: باقی رہ جاتا ہے۔اِس کو فاعِلاتُن کا:مخبون زحاف: کہا جاتا ہے اور جس بحر میں فاعِلاتُن آ سکتا ہے اُس میں فَعِلاتُن کو بھی بے تکلف باندھا جاسکتا ہے۔

(ب) فاعِلُن کا دوسرا حرف:الف:نکال دیجئے تو:فعِلُن:باقی رہ جاتا ہے۔اِس کو فاعِلُن کا:مخبون زحاف: کہیں گے۔(ا) کی طرح اسے بھی ہر اُس بحر میں بے تکلف استعمال کر سکتے ہیں جس میں فاعِلُن استعمال ہوتا ہو۔

(پ) مُستَفعِلُن کا دوسرا حرف:س:ساقط کردیں تو :مُتَفعِلُن: باقی رہ جاتا ہے۔ چونکہ یہ افاعیل کی ایک غیر معروف اور غیر مانوس شکل ہے چنانچہ سہولت کی خاطر اس کو:مُفاعِلُن: سے بدل دیتے ہیں جو معروف و مانوس بھی ہے اور مُتَفعِلُن کا ہم وزن بھی۔مُفاعِلُن کو مُستَفعِلُن کا :مخبون زحاف: کہا جائے گا۔

(ت) مَفعو لاتُ کا دوسرا حرف:ف:ساقط کردیا جائے تو :مَعو لاتُ:باقی بچتا ہے۔یہ شکل بھی غیر مانوس اور غیر معروف ہے۔چنانچہ اسے بھی سہولت کی خاطر:مُفاعیلُ: سے بدل دیتے ہیں جو مانوس و معروف بھی ہے اور :مَعو لاتُ: کا ہم وزن بھی۔:مُفاعیلُ: کو مَفعو لاتُ کا:مخبون زحاف: کہا جائے گا۔

(۲) قبض: زحاف بنانے کا یہ عمل افاعیل کے پانچویں حرف کو ساقط کرتا ہے۔بوجوہ یہ صرف فَعولُن اور مَفاعیلُن پر ہی کارآمد ہے۔اس سے برآمد ہونے والے زحافات متعلقہ اصل افاعیل کے:مقبوض: زحاف کہلاتے ہیں۔

(ا) اگر فَعولُن کا پانچواں حرف:ن:نکال دیا جائے تو صرف:فَعولُ:باقی بچتا ہے۔یہی فَعولُن کا مقبوض زحاف

ہے۔

(ب) مَفاعیلُن کے پانچویں حرف :ی: کو اگر ساقط کر دیا جائے تو :مَفاعِلُن: باقی رہ جاتا ہے جو مَفاعیلُن کا مقبوض زحاف کہلائے گا۔

(۳) طیّ یا طیّ: زحاف بنانے کا یہ عمل کچھ افاعیل کے چوتھے حرف کو نکال دینے کا نام ہے۔ بوجوہ یہ صرف مُستَفعِلُن اور مَفعولاتُ پر ہی کام کر سکتا ہے اور اس کے نتائج حسب ذیل ہیں:

(ا) مُستَفعِلُن کے چوتھے حرف :ف: کو ساقط کر دیں تو باقی :مُستَعِلُن: رہ جاتا ہے۔ اِس کو ایک مانوس و معروف اور اس کے ہم وزن افاعیل :مُفتَعِلُن: سے بدل دیتے ہیں گویا مُفتَعِلُن، مُستَفعِلُن کا :مطوی زحاف: ہے اور ہر اُس جگہ استعمال ہو سکتا ہے جہاں مُستَفعِلُن کو استعمال کیا جاتا ہے۔

(ب) اگر مَفعولاتُ کے چوتھے حرف :واوَ: کو نکال دیا جائے تو :مَفعُلاتُ: باقی بچ رہتا ہے جس کو مانوس و معروف و ہم وزن افاعیل :فاعِلاتُ: سے بدل دیتے ہیں۔ یہی مَفعولاتُ کا :مطوی زحاف: ہے۔

(۴) قَصر: زحاف بنانے کا یہ عمل بعض افاعیل کے آخری حرف کو ساقط کرنے کے بعد ان کے باقی بچے ہوئے آخری حرف کو ساکن پڑھنے کا نام ہے۔ بوجوہ قَصر کا عمل صرف فاعِلاتُن، مَفاعیلُن اور فعولُن پر ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس عمل کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے نئے زحافات متعلقہ اصل افاعیل کے :مقصور زحاف: کہلاتے ہیں۔

(ا) اگر فاعِلاتُن کا آخری حرف :ن: نکال دیا جائے تو :فاعِلاتُ: بچ رہتا ہے۔ اب اگر اس کا آخری حرف :ت: ساکن کر دیا جائے تو :فاعِلات: بنے گا۔ یہی فاعِلاتُن کا :مقصور زحاف: ہے۔

(ب) اگر مَفاعیلُن کا آخری حرف :ن: ساقط کر دیا جائے تو :مَفاعیلُ: بچ رہتا ہے۔ اس کے :لُ: کو اب ساکن کر دیں تو :مَفاعیل: بنتا ہے جو مَفاعیلُن کا :مقصور زحاف: کہلائے گا۔

(پ) اگر فَعولُن کے آخر حرف :ن: کو نکال دیں تو :فَعولُ: بچ جاتا ہے۔ اب اگر :لُ: کو ساکن کر دیا جائے تو ایک نیا زحاف :فَعول: بنتا ہے جو فَعولُن کا :مقصور زحاف: کہلاتا ہے۔

(۵) قطع: زحاف بنانے کا یہ عمل بوجوہ صرف مُستَفعِلُن اور فاعِلُن پر ہی کام کرتا ہے اور اس کے ذریعہ

ان افاعیل کا آخری :ن: ساقط کردیا جاتا ہے۔ بعدازاں جو آخری حرف بچ رہے اُس کو ساکن کردیا جاتا ہے۔
اِس عمل سے پیدا ہونے والے زحافات :مقطوع: کہلاتے ہیں۔

(ا) اگر مُستَفعِلُن کا :ن: نکال دیا جائے تو :مُستَفعِلُ: بچ جاتا ہے۔ اب اگر اس نئے افاعیل کے آخری حرف :لُ: کو ساکن کردیا جائے تو :مُستَفعِل: بنتا ہے جس کو مانوس ومعروف وہم وزن افاعیل :مَفعولُن: سے بدل دیتے ہیں اور یہی مُستَفعِلُن کا :مقطوع زحاف: ہے۔

(ب) اگر فاعِلُن کا آخری :ن: ساقط کردیں تو فاعِلُ رہ جاتا ہے۔ اب اگر اِس کے آخری حرف :لُ: کو ساکن کردیں تو نتیجہ میں :فاعِل: بچتا ہے جس کو سہولت کی خاطر :فَعلُن: سے بدل دیا جاتا ہے۔ یہی فاعِلُن کا :مقطوع زحاف: کہلاتا ہے۔

حاشیہ (Note): زِحافات شاعری میں غیر لازم ہوتے ہیں۔ یعنی یہ مطلق ضروری نہیں ہے کہ اگر کسی شعر کے ایک مصرع میں کسی افاعیل کا کوئی زحاف استعمال کیا جائے تو اُس شعر کے دوسرے مصرع میں بھی اِس زحاف کو ضرور ہی باندھا جائے۔ ایک مصرع میں اصل افاعیل اور دوسرے میں اُس کا زحاف آسکتا ہے۔ ہر چند کہ ایسے اشعار کو پڑھنے میں روانی کی کمی کا کم وبیش احساس ہوتا ہے لیکن تکنیکی لحاظ سے ایسا شعر بے عیب مانا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی مطلق ضروری نہیں ہے کہ اگر ایک مصرع یا ایک شعر میں کسی افاعیل کا کوئی زحاف باندھا جائے تو اُس غزل یا نظم کے ہر شعر میں بھی اس زحاف کو باندھنا ہوگا۔ اس نکتہ کی مزید وضاحت اور مثالیں تقطیع کی بحث میں دی جائیں گی۔

(۵-۲-۳) سوال-٦ : وَزن اور بحر میں کیا فرق ہے؟

اوپر لکھا جاچکا ہے کہ افاعیل کے ذریعہ الفاظ یا فقروں کو ظاہر کرنے کا نام وَزن ہے۔ جیسے :تَما زَت، اُتارو، کَمائی: کا وَزن :فَعولُن: ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اِس عمل سے اِن تین الفاظ کا وزن ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر الفاظ کے کسی موزون نمونے یا نقشے یا ترکیب کو افاعیل کے توسط سے ظاہر کیا جائے تو یہ عمل اس نمونے یا نقشے کی :بحر بیان کرنا: کہلاتا ہے۔ گویا وزن تو ایک لفظ کا بھی ہوسکتا ہے بلکہ ہوتا ہے جبکہ بحر متعدد الفاظ کے موزون نمونے، نقشے یا ترکیب کو کہتے ہیں۔ مثالیں آگے دی جائیں گی۔

(۵۔۲۔۴) سوال۔ ۷ : تقطیع کرنا کس عمل کا نام ہے؟اس کا کیا فائدہ ہے؟اس کے بنیادی اصول کیا ہیں؟ تقطیع کیسے کی جاتی ہے؟

تقطیع کے لُغوی (یعنی لُغت کے لحاظ سے) معنی :ٹکڑے ٹکڑے یا پارہ پارہ کرنا: ہیں۔کسی مصرع یا شعر کے اس طرح ٹکڑے کرنا کہ اس کی یہ:ٹوٹی ہوئی یا پارہ پارہ: شکل کسی بحر کے مقررہ وَزن پر پوری اُترے یعنی اُس کے عین مطابق ہو،اس مصرع یا شعر کی :تقطیع کرنا: کہلاتا ہے۔مصرع یا شعر کا کوئی ٹکڑا تب کسی عروضی رُکن (افاعیل) کے عین مطابق یا برابر ہوگا جب اُس ٹکڑے کے ہر متحرک حرف کے بالمقابل متعلقہ افاعیل کا ایک متحرک حرف واقع ہو۔اسی طرح اُس ٹکڑے کے ہر ساکن حرف کے مقابل متعلقہ افاعیل میں بھی ایک ساکن حرف کا موجود ہونا شرطِ لازم ہے۔اگر ایسا نہیں ہوگا تو وہ ٹکڑا افاعیل کے عین مطابق نہ ہونے کی وجہ سے :وَزن سے خارج: (ساقط الوزن) کہلائے گا۔

مصرع یا شعر کے ٹکڑوں کی درج بالا مطابقت کے باوجود اِن ٹکڑوں اور متعلقہ افاعیل کے درمیان اُن کی حرکات (زیر،زبر،پیش) کی مطابقت لازمی نہیں ہے۔گویا مصرع یا شعر کے کسی ٹکڑے کی حرکات اس کے افاعیل کی حرکات سے مختلف بھی ہوسکتی ہیں۔مثال کے طور پر اگر مصرع یا شعر کے کسی ٹکڑے کے متحرک حرف پر زبر ہے تو اس کے مقابل کے افاعیلی حرف پر زبر،زیر،پیش میں سے کوئی بھی حرکت ہوسکتی ہے۔علیٰ ہٰذا القیاس۔اِسی طرح ٹکڑے کے حرفِ علّت (الفِ علت،واوِعلت،یائے علت) کے بالمقابل اُس کے متعلقہ افاعیل میں حرف صحیح آسکتا ہے۔

تقطیع کی اس تعریف و تفصیل سے یہ پتہ چلا کہ کسی مصرع یا شعر کا وَزن معلوم کرنے کا واحد طریقہ تقطیع ہی ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ علم عروض کو بغیر تقطیع کی مشق کے صحیح سیکھنا ممکن نہیں ہے۔کسی مصرع یا شعر کو پڑھنے یا سُننے کے بعد اُس کا صحیح وَزن افاعیل کی صورت میں وہی شخص بتا سکتا ہے جس نے تقطیع کی قرار واقعی مشق کی ہو۔

کسی مصرع یا شعر کی تقطیع کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اُس مصرع یا شعر کا ہر ٹکڑا پورا کا پورا ایک ہی افاعیل میں واقع ہو۔یہ عین ممکن ہے (بلکہ زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے) کہ ٹکڑے کے کسی لفظ کا ایک حصہ ایک افاعیل میں واقع ہو اور دوسرا حصہ پہلے افاعیل کے مابعد افاعیل میں شامل ہو۔یہ نکتہ آگے چل کر اشعار کی تقطیع کے دَوران

مزید واضح ہو جائے گا۔

مصرع یا شعر کی تقطیع میں یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اُس مصرع یا شعر کے حروف کی تعداد اُس کے افاعیل کے حروف کی تعداد کے برابر ہو بلکہ حروف کی تعداد میں ایسی مطابقت شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ اکثر و بیشتر مصرع یا شعر کے حروف کی تعداد اُس کے افاعیل کے حروف کی تعداد سے مختلف ہوتی ہے۔ جیسا کہ آگے آنے والی مثالوں سے واضح ہو جائے گا، جو حروف مصرع یا شعر میں زائد ہوتے ہیں وہ تقطیع میں ساقط ہو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تقطیع کے دَوران حروف کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اس عمل کو: حروف کا گِرانا: کہتے ہیں۔ لیکن حروف کا یہ گرانا یا اِسقاط عروض کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہوتا ہے۔ شاعر اپنی مرضی سے ایسا ہرگز نہیں کر سکتا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ مصرع یا شعر میں کسی حرف کا اِسقاط یا گِرانا تقطیع کرنے والے کی مرضی پر بھی منحصر نہیں ہے۔ اگر شاعر نے کسی ایسے حرف کو گِرایا یا بڑھایا ہے جس کی اجازت عروضی قواعد میں نہیں ہے تو وہ شعر غلط قرار پائے گا۔

اِسی طرح شاعر اپنے مصرع یا شعر میں کسی ساکن حرف کو متحرک، یا کسی متحرک حرف کو ساکن اپنی مرضی سے نہیں کر سکتا ہے بلکہ یہاں بھی اُس کو عروضی قوانین و قواعد کی پابندی کرنی ہوگی۔ تقطیع میں بعض اوقات کسی ساکن حرف کو متحرک فرض کر لیا جاتا ہے۔ یہ بھی عروضی اُصول کی بنیاد پر ہی کیا جاتا ہے۔ تقطیع کرنے والے شخص کی مرضی یا اختیار کا یہاں کوئی دخل نہیں ہے۔ درحقیقت اُس ساکن حرف کی ایسی: تقطیعی: حرکت شعر کے اندر پہلے سے موجود رہتی ہے اور شعر کی ادائیگی میں سُنی یا محسوس کی جا سکتی ہے۔ تقطیع کا عمل حرف کی اِس اندرونی حرکت کا اعتراف کرتے ہوئے اُس کو کاغذ پر لے آتا ہے۔ اِسی طرح یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ شاعر یا تقطیع کرنے والا کسی متحرک حرف کو کسی صورت میں بھی اپنی مرضی سے ساکن نہیں کر سکتا ہے۔ جو حرف زبان میں متحرک ہے وہ ہر حال میں متحرک ہی رہے گا اور اسی طرح اس کی تقطیع بھی ہوگی۔

طوالت کے پیشِ نظر تقطیع پر باقی بحث سبق۔٦ میں مکمل کی جائے گی۔ وہاں تقطیع کے بنیادی اُصول بیان کئے جائیں گے اور مثالوں سے واضح کیا جائے گا کہ تقطیع کیسے کی جاتی ہے۔ مزید یہ کہ تمام افاعیل کے زِحافات کی ایک مکمل فہرست بھی دی جائے گی۔